ہندومت

کا

مختصر تعارف

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی
(صدر جمعیت پیام امن، لکھنؤ)

مکتبہ پیام امن
ندوہ روڈ، ڈالی گنج، لکھنؤ، یوپی، الہند

جملہ حقوق محفوظ

نام : ہندومت کا مختصر تعارف
مصنف : مفتی محمد سرور فاروقی ندوی
ناشر : مکتبہ پیام امن، ندوہ روڈ، ڈالی گنج لکھنؤ
اردو ایڈیشن : پہلی بار
تعداد کتب : ١٠٠٠
سال : ٢٠٢٠ء
قیمت : ٣٠

Writer : Mufti Mohd Sarwar Farooqui Nadwi
Book Name: Hindi Mat ka Mukhtasar Tarruf
Publisher : Maktaba Payam-e-Amn, Nadwa Road,Daliganj,lucknow.
Website: www.islamicjpamn.com
E-Mail: mmeemiko2012@gmail.com, ataullah2012@gmail.com
Phone No. 9984490150, 9919042879

ملنے کے پتے

١۔ مجلس تحقیقات ونشریات، ندوۃ العلماء، پوسٹ بکس نمبر ١١٩ (لکھنؤ) 05222741539
٢۔ مسلم بک ایجنسی، 14 محمد علی روڈ، بھنڈی بازار ممبئی 0522-27415
٣۔ الفرقان بک ڈپو، نظیر آباد ٣١ (لکھنؤ) 9936835816
٤۔ سجادیہ بک ڈپو، نیا محلہ، جبل پور، مدھیہ پردیش 9424706020
٥۔ سید ابوالحسن ٹرسٹ 182-A 5 گرین لینڈ کیمپس، پوکھریرا، رانچی 9935044343
٦۔ مکتبہ شباب جدید، ندوہ روڈ لکھنؤ 9198621671
٧۔ مکتبہ شاہ ولی اللہ، جامع مسجد دیوبند 8439650526

فہرست

پیش لفظ ۵
مقدمہ ۷
ہندومت کا تعارف ۹
ہندو مذہب کی اصل بنیاد ۹
لفظ ہندو، ہندو اور ہندوستان ۱۰
فارسی اور سنسکرت ۱۰
لفظ ہندی یا ہندو ۱۰
رام اور راون کے ماننے میں فرق ۱۱
لفظ ہندو ۱۱
لفظ ہندی ۱۱
ہندوستان میں مختلف غالب تہذیبوں کے ادوار ۱۲
آریوں کی آمد ۱۲
آریائی دیوتا ۱۳
رگ وید کا دور ۱۳
جین اور بدھ دھرم ۱۳
چندر گپت موریہ کا عہد ۱۴
اشوک کا عہد ۱۵
ہندومت ۱۵
لفظ ہندو مذہبی معنی میں ۱۶
آچاریہ ونوبا بھاوے کے مطابق ۱۷
تن ٹھکور رام جی کے مطابق ۱۷
ڈاکٹر رادھا کرشنن کے مطابق ۱۸
مذہب کی معلومات کا ذریعہ ۱۸
ویدوں کا مختصر تعارف ۱۹
ویدوں کی تعداد ۱۹
ویدوں کی تقسیم ۱۹
رگ وید ۲۰

یجر وید ۲۰
سام وید ۲۰
اتھروید ۲۱
برہمن اور اس کے حصے ۲۱
اپنشد ۲۱
سانکھیہ درشن ۲۲
یوگ درشن ۲۲
میمانسا ۲۳
ویدانت ۲۳
ویشیشک شاستر ۲۵
نیائے درشن ۲۵
پران ۲۶
سمرتی ۲۷
راماین اور مہابھارت ۲۸
بھگوت گیتا ۲۹
اشٹاوکر کی گیتا ۲۹
برہم سوتر یا ویدانت سوتر ۲۹
خلاصہ بحث ۳۰
ہندومت کے فرقے ۳۲
مختلف فرقوں کے نام ۳۵
عبادت کا طریقہ ۳۵
مندر اور پوجا ۳۶
اہم تہوار ۳۶
ہندو مذہب میں ذات ۳۷
ہندو ویشے ۳۷
پانچ عبادات ۳۸
تیرتھ یاترا ۳۸

پیش لفظ

حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی دامت برکاتہم

مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء و مدیر البعث الاسلامی ندوۃ العلماء لکھنؤ، الہند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین محمد وعلی آلہ وأصحابہ ومن تبعهم باحسان الی یوم الدین، أما بعد:

دعوت دین امت کے ذمہ ایک اہم فریضہ ہے، یہ امت چونکہ تمام امتوں میں بہترین امت ہے، اس کی بہتری کی وجہ بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بتادی ہے کہ یہ پوری انسانیت کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے برپا کی گئی ہے، اس امت کے داعی اول حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کے ذریعہ تیار کردہ نسل نے پوری انسانی برادری کی فکر کی، یہی وجہ ہے کہ بہت کم مدت میں وہ دنیا کے اطراف واکناف پر چھاگئے اور لاکھوں انسانوں کی ہدایت کا سبب بنے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے عمل کو اس طرح قبول کیا کہ قیامت کے لئے ان کو نمونہ بنادیا۔

صحابۂ کرامؓ کے بعد تابعین، تبع تابعین اور ان کے بعد آنے والی نسلیں بھی اسی فکر کے ساتھ اقوام عالم کے درمیان آتی رہیں اور معاشرہ کے متنوع عناصر کی ہدایت کا ذریعہ بنیں، یہی وجہ ہے کہ یہ دین آج ہم تک پہونچا اور ہم اس کی تعلیمات سے واقف ہوکر اللہ تعالیٰ کی مرضیات کے مطابق کسی حد تک اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

دین کے پہونچانے کے لئے ہر زمانہ اور ہر دور میں نئے نئے طریقہ اختیار کئے جاتے رہے، بنیادی طور پر زبان اور قلم کو استعمال کر کے اس فریضہ کو انجام دیا جاتا رہا، زبان کے ذریعہ جو باتیں بیان کی جاتی ہیں وہ وقتی اور فوری طور پر اثر انداز ہوتی ہیں، لیکن اس سے دوسرے افراد جو وہاں موجود نہیں ہیں محروم رہتے ہیں، لیکن قلم کے ذریعہ جو باتیں کاغذ پر لکھ

دی جاتی ہیں اور کتابوں میں محفوظ کردی جاتی ہیں ان سے برسوں استفادہ کیا جاسکتا ہے اور بحمد اللہ تاریخ اسلام کا پورا ذخیرہ اس کا شاہد عدل ہے۔

مقام مسرت ہے کہ مولانا مفتی محمد سرور فاروقی ندوی (صدر جمعیت پیام امن، لکھنؤ) ایک عرصہ سے دعوت واصلاح کے میدان میں قابل ذکر کام انجام دے رہے ہیں، وہ لسانی اور قلمی جہاد کر رہے ہیں، جس پر وہ پوری ندوی برادری کی ہی نہیں، بلکہ طبقہ علماء کی طرف سے مبارک باد کے مستحق ہیں، دعوت میں بنیادی چیز لسان قوم میں مہارت ہے، مفتی صاحب ہندوستان کی مروجہ زبان ہندی کے اچاریہ (عالم) ہیں، انہوں نے ہندی زبان میں اسلامیات کا ایک کتب خانہ تیار کردیا ہے اور اہم بات یہ ہے کہ تفسیر فاروقی کے نام سے سات جلدوں میں ہندی زبان میں وقیع تفسیر اور اردو زبان میں "معانی القرآن الکریم، لفظی رواں ترجمہ و مختصر تفسیر" کے عنوان سے بھی لکھی ہے جس کی ہر طرف پذیرائی ہے، ادھر چند مہینوں میں انہوں نے قرآن کے ہندی لفظی ترجمہ کا کام کیا ہے، جو طباعت کے لئے تیار ہے، اسی طرح انہوں نے اس وقت اور کئی کتابیں تیار کی ہیں جس میں "ہندومت کا مختصر تعارف" بھی ہے۔ جو عوام وخواص کے لئے بہت مفید ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مفتی محمد سرور فاروقی ندوی کو مزید ہمت وحوصلہ دیں، تاکہ ان کے ذریعہ لسانی اور قلمی جہاد کا یہ سلسلہ جاری رہے اور ان کا فیض جو در اصل ندوۃ العلماء کا فیض ہے جاری وساری رہے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

راقم الحروف

سعید الرحمٰن اعظمی ندوی

ندوۃ العلماء، لکھنؤ

۸/شوال ۱۴۴۱ھ

۲/جون ۲۰۲۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم

اسلام انسان کی اس حیثیت کو بھی تسلیم کرتا ہے جو اس کی واقعی اور حقیقی حیثیت ہے۔ وہ اسے ایسی باتوں پر مجبور نہیں کرتا جو اس کی طبیعت کے برخلاف ہوں۔ وہ اس کے لیے ایسی حدود مقرر کرتا ہے جو اسے ہر اس نقصان سے بچاتی ہیں جو اسے مستقبل میں پہنچ سکتا ہو۔ اسلام انسانی نفس کی گہرائیوں میں ایک شعوری ارادے کو ابھارتا ہے اور اس شعوری ارادے کے ذمے یہ کام لگاتا ہے کہ وہ شہوتوں کو کنٹرول کرے اور ان کی نکاسی کے راستوں کی تنظیم کرے۔ پھر اسلام اس شعوری ارادے کے ساتھ ایک جاندار ضمیر کو منسلک کر دیتا ہے، جو اخلاقی فرامین کو نافذ کرتا اور نفس کو برائیوں کی گراوٹوں اور حیوانیت کی پستیوں سے اٹھا کر وسیع، روشن اور منور آفاق کی جانب لے جاتا ہے۔

غرض اسلام جملہ انسانی جذبات کی تکمیل اور اس کے میلانات کی تسکین کرتا ہے۔ جسم کے مطالبات بھی پورے کرتا ہے اور روح کو عبادات کے ذریعہ جو مخلوق و خالق کے درمیان رابطہ ہے، توانائی پہنچاتا ہے۔ چنانچہ اسلام میں عبادت ایک بدنی حرکت بھی ہے اور ایک روحانی پرواز بھی۔ خواہش نفس ایک جسمانی عمل بھی ہے اور ایک مقصد انسانی بھی ہے۔ ان دونوں باتوں میں نہ کوئی انفصال ہے اور نہ عمل اور عبادت میں کسی قسم کا تعارض ہے۔ بلکہ ہر وہ عمل جو انسان بحالت ایمان منشاء الٰہی کی تکمیل کے لئے سرانجام دیتا ہے وہ صرف جذبات کا دبانا اور ظلوک و بیاس کا انگیز کرنا نہیں بلکہ فی الحقیقت عبادت ہے۔

اس کے برعکس جتنے مذاہب ہیں وہ ایسی حدود قائم نہیں رکھ پاتے اور بے اعتدالی

کا شکار ہو جاتے ہیں اسی میں یہ ایک ہندو مذہب بھی ہے جس کے یہاں عبادات ہوں یا معاشرتی نظام ہو ہر جگہ بے اعتدالی نظر آتی ہے۔

اس کتاب میں ہندومت کا مختصر تعارف کروایا گیا ہے ویسے اس موضوع پر تفصیلی معلومات کے لئے خاکسار کی کتاب 'ہندو دھرم فرقے، تنظیمیں اور اداروں کا تعارف' نام سے ۲۰۰۹ء میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کتاب کا اکثر حصہ اسی کتاب کا ہے لیکن کم وقت میں ہندو مذہب کو سمجھنے والوں کے لئے اور دواعی حضرات کی آسانی کے لئے الگ سے شائع کیا جا رہا ہے اللہ تعالٰی سے دعا ہے کہ وہ اس کتابچہ کو انسانیت کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ والسلام

محمد سرور فاروقی ندوی
دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

۲/۴/۲۰۲۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہندومت کا تعارف

ہندو دھرم دنیا کا وہ قدیم مذہب ہے جس کی پیروی کروڑوں لوگ کر رہے ہیں، لیکن یہ عجیب وغریب بات ہے کہ ہندوازم کے موجد کا کوئی پتہ نہیں کہ یہ کب اور کیسے وجود میں آیا اس کی کوئی متفق تاریخ نہیں اور نہ ہی اس کے متفق اصول ہیں۔ بلکہ یہ ایک لچک دار مذہب ہے جو دوسرے افکار ونظریات کو اپنے اندر ضم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور وقت کے ساتھ اپنے اندر ہر قسم کی تہذیب کو جذب کر لیتا ہے۔

قرآن مجید کی تعلیم کی روشنی میں ہم ہندو مذہب کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ ہندوستان میں بھی اللہ تعالی کے رسول آئے ہونگے اور اللہ تعالی کی طرف سے تعلیم وہدایت نازل ہوئی ہوگی، لیکن لوگوں نے ان کی تعلیمات کو بعد میں اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لیا ہوگا۔

بعض لوگوں کے مطابق اصل ہندو مذہب وہ ہے جسے سناتن دھرم مانتا ہے البتہ اس میں اتنا تغیر ہو چکا ہے کہ اس کی اصل حقیقت کا سراغ لگا پانا ناممکن سا ہو گیا ہے۔

ہندو مذہب کی اصل بنیاد

ہندو مذہب کی بنیاد چار ویدوں پر ہے جن کو دائمی ایشوری گیان اور تعلیم وہدایت کا سرچشمہ مانا جاتا ہے، یہ مذہب بہت قدیم ہے جس کی وجہ سے اس میں اتنے اختلافات واقع ہو گئے ہیں کہ اس مذہب کے بنیادی حقائق کا پتہ لگانا بھی انتہائی مشکل ہے اس کی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں برابر تغیر وتبدل ہوتا رہا ہے، اختلاف کا یہ حال

ہے کہ ویدوں کے الہام کا عقیدہ بھی متفق علیہ نہیں رہا۔

لفظ ہندی، ہندو اور ہندوستان

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندی، ہندو یا ہندوستان نام کا استعمال بہت قدیم نہیں ہے۔ درحقیقت آج جن کو ہندو کہا جاتا ہے انہیں اس سے قبل آریہ کہا جاتا تھا۔ مسلمان بھارت میں شمال مغرب میں سندھ اور پنجاب کی جانب سے داخل ہوئے۔ اس علاقے میں سندھ نام کا ایک دریا بہتا تھا جو پنجاب سے لے کر سندھ ہوتے ہوئے بحیرہ عرب میں گرتا تھا۔

ویدک دور میں اس دریا کی بہت اہمیت تھی اور رگ وید کے متعدد منتروں میں اس کا نام بھی آیا ہے۔ فارسی بولنے والوں کے تلفظ سے متاثر ہو کر ''سندھو'' لفظ ہندو۔ میں تبدیل ہو گیا۔

فارسی اور سنسکرت

فارسی میں (स) سا تلفظ سے (ह) ھا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ''دھ'' (ध) کا تلفظ ''د'' (द) میں تبدیل ہو جاتا ہے، اس طرح سندھو (स) لفظ ہندو (ह) بن گیا، اور سندھو کے کنارے آباد ہونے والے لوگوں کو ہندو کہا جانے لگا۔

پھر (ह) لفظ سے (स) (جس سے او کی آواز نکلتی ہے) غائب ہو گیا اور ہندو سے ہند ہو گیا اور اس لفظ کا استعمال ہندوؤں کے جائے مقام کے لئے ہونے لگا۔ بعد میں ہندو لفظ سے ہندی، (ह) لفظ بنا۔

لفظ ہندی یا ہندو

ہندو کا مطلب ہے ہند کا رہنے والا، ابتداء میں ہندی لفظ کا استعمال ''ہند کے رہنے والے'' کے مفہوم میں استعمال ہوتا تھا اور یہاں کی زبان کے لئے ہندوئی یا ہندوی لفظ مستعمل تھا۔ بعد میں اس کے لئے بھی ہندی ہی کا لفظ استعمال ہونے لگا۔ اس لئے ملک

کے لئے ہند اور یہاں کے رہنے والوں کے لئے "ہندو" اور زبان کے لئے ہندی لفظ رائج ہو گیا اسی بنیاد پر یہاں کی اکثریت کے مذہب کو ہندو مذہب کہا جانے لگا۔

رام اور راون کے ماننے میں فرق

قبائلیوں (دراوڑوں) کا اپنا الگ مذہب تھا، آج بھی شمالی ہند کے بیشتر ہندو "رام" کو اپنا "معبود" مانتے ہیں اور راون کو دشمن جیسا سمجھتے ہیں جبکہ جنوبی ہند میں مختلف طبقات کے لوگ راون کو اپنا معبود مانتے ہیں۔

اس طرح ہندو اور ہندو مذہب کی مختصر تعریف کرنا ممکن نہیں ہے۔ اس کی ایک واضح تعریف یہ کی جاسکتی ہے کہ بھارت میں ہندو وہ ہے جو مسلم، عیسائی، پارسی نہیں ہے۔ آستک یعنی خدا پرست بھی ہندو ہے اور ناستک یعنی ملحد بھی ہندو ہے۔

لفظ ہندو

لفظ ہند یا ہندوستان یا ہندو نہ قدیم ہے اور نہ ملکی۔ چنانچہ اس لفظ سے اہل ہند ناواقف تھے۔ لفظ ہند کا استعمال ایرانیوں اور عربوں نے کیا اور وہ بھی محض جغرافیائی حیثیت سے۔

اصطلاح میں ہندو بہ معنی ہندو مذہب کا ماننے والا اور ہندومت یا مذہب بہ معنی ایک مخصوص مذہب یہ گیارہویں صدی عیسوی یا اس کے بعد کی ایجاد ہے۔

چنانچہ البیرونی (متوفی ۱۰۴۸ء) نے اپنی مشہور کتاب "کتاب البیرونی فی تحقیق للھند" میں ہندومت، ہندو اور ہندو مذہب یا ہندو بہ معنی ہندو مذہب کا ماننے والا ذکر نہیں کیا ہے۔

لفظ ہندی

ہندوستان کی متعدد زبانیں اصلاً سنسکرت سے نکلی ہیں۔ اس طرح پیدا ہونے والی زبانوں میں سے ایک تو پالی تھی جو مگدھ میں بولے جانے کی وجہ سے مگدھی کہلاتی تھی

اور کچھ دوسری زبانیں بھی تھیں جنہیں پراکرت کا نام دیا جاتا ہے۔ ان ہی سے جدید ہندی، پنجابی، بنگالی، مراٹھی وغیرہ زبانیں نکلیں۔ ہندوستان کی دراوڑی نسل کی زبانوں یا غیر آریائی زبانوں میں تامل، تلگو، کنڑا اور ملیالم آتی ہیں۔ (کوسمی ۶۶)

آریہ (CaspianSea) کے علاقے سے ایران ہوتے ہوئے ہندوستان آئے یہ خانہ بدوش تھے۔ زراعت ان کا ثانوی پیشہ تھا۔

ہندوستان میں مختلف غالب تہذیبوں کے ادوار

(۱) آریوں کی آمد اور ویدک تہذیب (تقریباً ۱۵۰۰ق۔م۔ تا ۶۰۰ق۔م) ویدک تہذیب یا آریہ تہذیب کا غلبہ تقریباً ۱۰۰۰ سال تک۔

(۲) بدھ اور جین یا برہمن مخالف تہذیب کا غلبہ تقریباً ۸۰۰ سال تک (۶۰۰ق۔م۔ تا ۲۰۰ء)

(۳) پرانی تہذیب کا غلبہ تقریباً ۵۰۰ سال تک (۲۰۰ء تا ۷۰۰ء)

(۴) جنوب میں اسلام، ادویت، بھگتی اور راجپوت تہذیب کا دور تقریباً ۳۰۰ سال تک (۷۰۰ء تا ۱۰۰۰ء)

(۵) شمال میں مسلمانوں کی آمد

آریہ کی آمد

دو ہزار سال (ق۔م) عہد میں آریائی لوگ خانہ بدوش قسم کے تھے اور ان کے معاش کا ذریعہ مویشی تھے۔

ہندوستان میں آریہ کی تفصیل رگ وید سے معلوم ہوتی ہے۔ رگ وید حمدوں کا مجموعہ ہے جس میں مختلف شعراء اور رشیوں نے دیوتا اگنی، اندر، مترا، ورن کے لئے کی ہیں۔

یہ لوگ موہنجوداڑو کے عہد کے مقابلہ میں مہذب نہیں تھے۔ ان کے اپنے مخصوص آریائی برتن اور اوزار نہیں ملے جو آریائی ثقافت کی تفصیل پیش کرسکیں۔

آریائی دیوتا

ایران میں اس وقت آریائی دیوتاؤں جیسے: اندر، ورن، مترو غیرہ کی پوجا ہوتی تھی یہاں تک کہ زرتشت نے چھٹی صدی ق۔م۔ میں ان کا خاتمہ کر دیا۔ صرف آگ کا ہند آریائی دیوتا (اگنی) دونوں کی مشترک پرستش میں داخل رہا۔

رگ وید کا دیوتا

رگ وید کا سب سے اہم دیوتا "اندر" ہے۔ ڈھائی سو حمد اس کے لئے کہے گئے ہیں۔ وہ جنگی رہنما نظر آتا ہے جو دشمنوں کے مقابلے میں آریوں کی قیادت کرتا ہے۔ "اندر" نے آریوں کے دشمنوں کو کچل ڈالا اور "منکرین دیوتا" کے خزانوں کو لوٹ لیا۔ جن "راکشسوں" کو اس نے مارا اس کے نام ملتے ہیں۔ ان میں بہت سے نام غیر آریائی محسوس ہوتے ہیں۔ "اندر" دریاؤں کو آزاد کرنے والا ہے۔ وہ بارش کا دیوتا بھی تھا۔

دوسرا بڑا دیوتا "اگنی" یا آگ کا دیوتا ہے۔ اس کے لئے دو سو حمد ملتے ہیں۔ ایرانی اور ہندوؤں میں آگ کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ جتنے اشلوک اس سے منسوب ہیں اتنے کسی دیوتا کے نام سے نہیں ہیں۔ تیسری پوزیشن "ورن" دیوتا کو حاصل تھی۔ دیوتا اس وقت زیادہ اہم تھے۔ قربانی کو اہم مقام یہاں حاصل تھا۔

اس دور میں دیوتاؤں کی پوجا، روحانی ارتقاء یا وجود کے غموں سے چھٹکارا پانے کے لئے نہیں ہوتا تھا، بلکہ اس کے مقاصد اولاد (صرف لڑکے لڑکیاں نہیں) جانور، روزی، دولت اور صحت وغیرہ کا حصول تھا۔ آریہ جفاکش اور دلیر تھے۔ زندگی سے انہیں محبت تھی۔

چین اور بدھ دھرم

چھٹی صدی ق۔م میں چین میں کنفیوشس (۵۵۱ ق م تا ۴۷۹ ق۔م) کا فلسفہ اور ایران میں زرتشت کی طوفانی اصطلاحات پیدا ہوئیں۔ دوسری طرف شمالی

مشرق ہند میں مہاویر (۵۴۰ ق۔م تا ۴۶۸ ق۔م) اور گوتم بدھ (۵۶۳ ق۔م تا ۴۸۳ ق۔م) نظر آتے ہیں۔ دونوں ہی ویدوں کو مستند نہیں مانتے اور برہمنیت کے منکر ہیں۔ دونوں کا تعلق چھتری ورن سے تھا۔

گوتم بدھ کے زمانہ میں شمال مشرقی علاقوں میں ۱۶ ریاستوں کا تذکرہ ملتا ہے جن کو "جنپد" کا نام دیا گیا تھا۔ ان کی آپس میں لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر ان میں مگدھ کی ریاست بہت طاقتور ہو کر ابھری اور شہنشاہیت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ اس وقت "راج گرھ" دارالخلافہ تھا۔

مگدھ کو یہ بلندی راجہ بمسار (بدھ ذرائع کے مطابق ۵۴۴ ق۔م تا ۴۹۲ ق۔م۔ تک اس کی حکومت رہی) کے تحت ملی، بمسار کی تین بیویاں تھیں۔ باپ کو قتل کر کے اس کا لڑکا اشترو (۴۹۲ ق۔م یا ۴۶۰ ق۔م) تخت پر بیٹھا۔ "رومیلا تھاپر" کے مطابق اس کے بعد پانچ راجہ ہوئے ان سب کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے باپوں کو مار کر تخت پر بیٹھے۔ بالآخر شیشوناگ نام کا ایک شخص تخت پر بیٹھا۔

اس کے بعد نند خاندان کی بہت طاقتور حکومت آئی۔ نند کا تعلق ورن نظام میں سب سے نچلی ذات سے تھا۔ اس کے زمانہ میں مغرب کے علاقوں پر سکندر کا حملہ ہوا تھا۔ نند کا سب سے اہم راجہ مہاپدما نندا تھا۔ غیر چھتری راجاؤں میں نند خاندان پہلا تھا جس کے بعد سے شمال ہند میں زیادہ تر اہم راجاؤں کے خاندان کا تعلق غیر چھتری راجاؤں سے رہا۔ یہ سلسلہ ایک ہزار سال بعد راجپوتوں کی آمد سے ختم ہو گیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ اس دور میں مذہبی رہنما چھتری ہو گئے۔ جب کہ کچھ راجہ برہمن تھے۔ (رومیلا تھاپر ۱۹۶۶ء)

چندر گپت موریہ کا عہد

نند کے بعد موریہ عہد آتا ہے جس کا آغاز ۳۲۱ ق۔م میں ہوا تھا۔ چندر گپت موریہ اس کا بانی تھا۔ برہمن روایت کے مطابق وہ ایک شودر ماں سے جو نند کے دربار میں

کام کرتی تھی، پیدا ہوا تھا۔ بدھ روایت اس کو چھتری قرار دیتی ہیں۔ نند خاندان کی کمزوریوں کی وجہ سے چندر گپت نے ایک برہمن چانکیہ (کوٹلیہ) کی مدد سے اس خاندان کا خاتمہ کر دیا۔ چندر گپت موریہ نے بڑی سلطنت قائم کی۔ جو کیرالہ، تامل ناڈو اور شمالی مشرقی ہند کے کچھ حصوں کو چھوڑ کر پورے برصغیر پر تھی۔ اس سے قبل سکندر کا حملہ شمالی مغربی ہند میں ۳۲۷ ق۔م میں ہو چکا تھا۔ اس کے جانے پر ایک ایسا خلاء پیدا ہو گیا جس کو چندر گپت موریہ نے پورا کر دیا۔

اشوک کا عہد

(سنسکرت میں اشوک کے معنیٰ 'بے غم' کے ہیں) بندوسار کا بیٹا اور چندر گپت موریہ کا پوتا تھا جو تخت شہنشاہ پر ۲۷۳ ق۔م۔ میں متمکن ہوا۔ اس کے اپنے فرمان ہندوستان کی قدیم ترین کتابوں میں موجود ہیں۔

اشوک نے اپنی تاجپوشی کے آٹھ سال بعد کالنگا (اڑیسہ) تباہ کن جنگ کے بعد اپنے مذہبی انقلاب کا خود بھی تذکرہ کیا ہے۔ اس جنگ میں بہت سے انسان مارے گئے تھے۔ اس کے بعد اس نے بدھ مذہب قبول کر لیا تھا۔

ہندومت

ہندو مذہب کی کوئی ایک تعریف ممکن نہیں کیوں کہ ہندو ہونے کے لئے ہندو مذہب میں پیدا ہونا ہی کافی ہے۔

ہندو مذہب کو دو گروہ میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک گروہ وہ ہے جس کا زیادہ تر انحصار ادبی وسائل پر ہے اور دوسرا وہ ہے جو لوگوں کی مذہبی زندگی کے بارے میں اپنے نجی مشاہدات پر بھروسہ رکھتا ہے۔

اول الذکر کو مزید دو گروہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

ایک وہ جو نظریہ ہندوازم اپنشد و بھگوت گیتا اور عظیم گرو شنکر آچاریہ رامانج مادھو اور

ان کے پیروؤں کی تصانیف سے اخذ کرتا ہو۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو عوامی ادب جیسے رامائن مہابھارت پرانوں اور لوک کتھاؤں پر اپنے نظریے کی بنیاد رکھتے ہوں۔

ہندوؤں کے پاس کوئی ایسی خاص مقدس کتاب نہیں ہے جس کو بھی فرقے اپنے مذاہب کا اصل منبع تسلیم کرتے ہوں اسی طرح ان کے یہاں کوئی ایسی شخصیت بھی نہیں جس کی پیش کی ہوئی ہدایات یا تعلیمات کو تمام ہندو اپنے مذہب کے لئے آخری سند مانتے ہوں۔

لفظ ہندو مذہبی معنیٰ میں

ہندو لفظ کی تحقیق میں دانشوروں کا کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ ابھی تک کوئی بھی دانشور، اس کی پختہ دلیل نہیں دے سکا ہے کہ 'ہندو' لفظ کا استعمال کب سے شروع ہوا۔ لیکن ان سب کے باوجود اس بات پر سبھی متفق ہیں کہ ہندو لفظ ویدوں، اپنشدوں اور قدیم سنسکرت اور پالی گرنتھوں میں نہیں ملتا۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنی مشہور کتاب "ڈسکوری آف انڈیا" میں لکھا ہے کہ۔

"ہمارے پرانے ادب میں تو ہندو لفظ کہیں آتا ہی نہیں" ہمیں بتایا گیا ہے کہ اس لفظ کا حوالہ اگر کسی ہندوستانی کتاب میں ملتا ہے تو وہ آٹھویں صدی عیسوی کا ایک تانترک گرنتھ ہے اور وہاں ہندو کا مطلب کسی خاص مذہب سے نہیں بلکہ خاص لوگوں سے ہے۔ (ہندوستان کی کھوج ہندی ترجمہ صفحہ ۷۵)

پنڈت جی نے جس تانترک گرنتھ کا تذکرہ کیا ہے اس کا نام 'میرو تنتر' ہے۔ मेरुतंत्र ہے۔ اس کے ۳۳ ویں باب میں لکھا ہے۔

हिन्दू धर्म प्रलोप्तारो जायन्ते चक्रवर्तिनः।

हीनं च दूषयत्येव हिंदुरित्युच्यते।।

"یعنی شک، ہون وغیرہ چکرورتی راجہ ہندو مذہب کو ختم کرنے والے ہوں گے۔ جو برائی (دشمن) کی سرکوبی کرتا ہوا سے ہندو کہا جاتا ہے"۔

سنسکرت کے اوبھوت अद्भुत روپ کوش، رام کوش، شبد کلپ درروم शब्दकल्पद्रुम کے علاوہ کلکی پران میں بھی ہندو لفظ ملتا ہے۔ لیکن اس کا شمار قدیم سنسکرت ادب میں نہیں ہوتا۔ یہ بھی دسویں صدی کے بعد کے بتائے جاتے ہیں "ہمنت کوئی کوش، میدنی کوش मेदिनीकोष براہسپتیہ شاستر، ब्राहस्पत्य शास्त्र بھوشیہ پران، پاریجات ہرن ناٹک وغیرہ کتابوں میں بھی ہندو لفظ ملتا ہے لیکن قدیم سنسکرت لیٹریچر میں نہیں۔

آچاریہ ونوبا بھاوے کے مطابق

"جو ورنوں اور آشرموں کے نظام کو تسلیم کرے، گائے کا خادم ہو شرو تیوں (وید منتروں) کو ماں کی طرح قابل ستائش سمجھنے والا، سب مذہب کا احترام کرنے والا، دیوتاؤں کے بتوں کی نافرمانی نہ کرنے والا، پنر جنم (تناسخ) کا نہ ماننے والا ہو اور اس سے نجات پانے کی کوشش کرتا ہو، جو تمام مخلوقات کے ساتھ مناسب رویہ اختیار کرتا ہو۔ اسے ہندو مانا گیا ہے۔۔۔۔تشدد سے جو غمگین ہوتا ہوا سے ہندو کہا گیا ہے۔"

تن سکھ رام گپت کے مطابق

تن سکھ رام گپت نے اس کی مکمل تعریف کرنے کی کوشش اس طرح کی ہے:

"عملی طور پر ہندو وہ ہے جو ہندو ماں باپ سے پیدا ہوا ہو چاہے جنیو پہنے یا نہ پہنے، مذہب کے شاستروں پر عقیدہ رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو۔ پیدائش موت اور کرم وکے عقیدہ کو مانتا ہو یا نہ مانتا ہو، زندگی کی چار ورتوں کی (انسان کے خاص مقاصد) دھرم، ارتھ (دولت)، کام (خواہش) موکش کی پیروی کرتا ہو یا نہیں۔ اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہندو ماں باپ سے پیدا ہونے والے بچوں میں اپنے ماحول کے اثرات کا احساس رہتا ہے کہ وہ ہندو ہیں۔ (ہندو دھرم پریچے، صفحہ ۳۸)

اس طرح لفظ ہندو کی تعریف میں بڑا تنوع معلوم ہوتا ہے۔ ان میں آپس میں

ٹکراؤ بھی ہے۔ اس لیے بعض لوگوں نے یہ کہہ کر بات ختم کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہندو وہ ہے جو اپنے آپ کو ہندو کہے۔ ویسے برہمن، راجپوت اور ویش جو جنیو استعمال کرنے کی حقدار قومیں ہیں انہیں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

ڈاکٹر رادھا کرشنن کے مطابق

"اسے زندگی گزارنے کا طریقہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا اس کے مقابلے میں کہ آپ اس کو اس خاص خیال و عقیدہ کا حامل سمجھیں۔ اگر خیالات کی دنیا میں یہ لوگوں کو پوری آزادی دیتا ہے تو دوسری طرف لوگوں کو ملک کے باضابطہ رسم ورواج کو پورا کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ اسی طرح کوئی چاہے خدا کو مانتا ہو یا نہ مانتا ہو سب اپنے آپ کو ہندو کہہ سکتے ہیں شرط یہ ہے کہ وہ ہندوؤں کی تہذیب اور اطوار زندگی پر عمل پیرا ہوں۔"

(The Hindu view of life)

مذہب کی معلومات کا ذریعہ

کسی بھی مذہب کے بارے میں صحیح معلومات اخذ کرنے کا ذریعہ اس مذہب کی بنیادی کتابیں ہوتی ہیں۔ اس کے پیروؤں میں مختلف وجوہ سے خرابیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ لیکن اگر اس مذہب نے اپنی تعلیمات کو کتابوں کی شکل میں محفوظ رکھا ہے تو پھر اس کے بارے میں بآسانی کسی صحیح نتیجہ تک پہنچ سکتے ہیں اور لوگوں کے بے راہ روی سے متاثر ہوئے بغیر اس کے بارے میں کوئی رائے قائم کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر اس کی مذہبی کتابیں ہی معدوم ہوں یا اگر باقی بھی ہوں تو اپنی اصل شکل میں محفوظ نہ ہوں تو اس کی بنیاد پر جو کچھ بھی اس دھرم کے بارے کہا جائے گا مستند نہ ہوگا۔ ہندو دھرم جاننے کے لیے اس کی بنیادی کتابوں کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

یہاں ہندو مذہب کی کتابوں کا مختصر جائزہ، ہندو دھرم ایک مطالعہ نامی

میگزین سے پیش کیا جاتا ہے۔ جس کے ذریعہ ہمارے لیے ہندو مذہب کو سمجھنے میں آسانی ہوگی کہ وہ آج ہمارے لیے کہاں تک مستند (Authentic) ہیں۔

ویدوں کا مختصر تعارف

ہندوؤں کی سب سے قدیم بنیادی کتابیں وید ہیں۔ لفظ وید سنسکرت کے دو لفظ سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں 'جاننا' یا علم حاصل کرنا۔

ویدوں کی تعداد

ویدوں کی تعداد چار بتائی جاتی ہے۔ (۱) رگ وید (۲) یجر وید (۳) سام وید (۴) اتھر وید، لیکن مستند کتب میں صرف تین کا ذکر ملتا ہے۔

اتھر وید کے نسخوں کو یا تو قابل ذکر نہیں سمجھا گیا یا اسے غیر مستند قرار دیا گیا ہے۔ ایک عجیب بات یہ ہے کہ ان کتابوں میں کسی ایک کے لئے بھی وید کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا ہے یعنی ان کتابوں نے خود کو وید کے نام سے موسوم نہیں کیا۔

مثلاً کتاب مہابھارت (مہابھارت پرو شانتی ۲۳۰۰)

اس کے علاوہ برہمن گرنتھ سناتن دھرم کے عقیدے کی رو سے وید ہیں۔

اسی طرح نارد منی نے چھاندوگیہ اپنشد میں اتہاس اور پران کو پانچواں وید کہا ہے۔ (پرپاٹھک ۷، کھنڈ ۲)

اس کے علاوہ سرپ وید، دھنر وید، آیور وید، پشاچ وید، گندھرو وید وغیرہ کتنی ہی ایسی کتابیں ہیں جنھیں وید تسلیم کیا جاتا ہے۔ :''ویدکی حد بندی نہیں ہے'' (۲۲:۱۱:۱۰:۳)

ویدوں کی تقسیم

مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع میں یہ ایک ہی وید تھا۔ (وشنو پران ۳:۳)

شتپتھ برہمن کانڈ ۴، ادھیائے ۲، برہمن ۳ کھنڈ کا ۷، 'تر دیئی نروپن از پنڈت

ساتولیکر ص ۱، ۳) اس میں اور اضافے کر کے چار الگ الگ وید مرتب کر لیے گئے اور یہ سلسلہ اتنا بڑھا کہ مہامنی پتنجلی کے زمانے میں ویدوں کی تعداد ۱۱۳۱ تک پہنچ گئی ہے۔ سوامی دیانند نے بھی اسے تسلیم کیا ہے لیکن وہ چار کو تو وید باقی ۱۱۲۷ کو ویدوں کی شرح بتاتے ہیں، جو صحیح نہیں۔

ایک تو ۱۱۲۷ شاکھاؤں کے شرح ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ دوسرے خود یہ چار وید جن کو سوامی جی وید قرار دیتے ہیں وہ ان ہی شاکھاؤں میں شامل ہیں۔

رگ وید

رگ وید، رگ اور وید سے مرکب ہے۔ رگ وید کا مطلب ہے تحمید کا منتر اس کو رچا بھی کہتے ہیں جس وید میں تحمید کے منتروں یعنی رچاؤں کو جمع کیا گیا ہے اسے رگ وید کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ رچائیں مختلف رشیوں کے ذریعے مختلف مقامات اور مختلف زمانوں میں وجود میں آئی ہیں۔ اس میں منڈل اشٹوکت اور رچائیں ہوتی ہیں۔

یجر وید

یجر وید بھی یجو اور وید سے مرکب ہے۔ یجو کے معنی ہیں بھجن یعنی پوجا کرنا۔ یجر ان منتروں کو کہا جاتا ہے جن کے ذریعے تیج کیا جاتا ہے یعنی یگیہ کئے جاتے ہیں۔ یجر وید میں یگیہ کرنے کے تفصیلی احکام ملتے ہیں۔ اس کو دو حصوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ شکل یجر وید اور کرشن یجر وید۔ اس میں ادھیائے اور منتر ہوتے ہیں۔

سام وید

سام وید میں سام لفظ کے معنی ہیں شانتی یعنی امن و سکون۔ لیکن یہاں اس کا مطلب شانتی نہ ہو کر گیت ہے۔ اس میں علم نغمات کی تفصیل ملتی ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق اس میں اصلا صرف ۹۹ منتر ہیں اس کے باقی منتر رگ وید سے ماخوذ ہیں۔

اتھروید

اتھروید۔ اس میں کا تنتر، سوکت اور منتر ہوتے ہیں۔ یہ اتھرا اور وید سے مرکب ہے۔ اتھر کے معنی ہیں خوشحالی اور فلاح۔ اتھرو کے معنی آگ اور اتھرون کے معنی پجاری کے ہوتے ہیں۔ اس طرح اس وید میں پجاریوں کے ذریعہ آگ کی مدد اور خبیث شیاطین سے لوگوں کی مدد کر کے ان کی بھلائی اور خیر خواہی کا فریضہ انجام دینے کی تفصیل ہے۔

عام طور سے وید کا استعمال منتروں اور براہمن کے لئے کیا جاتا ہے۔ منتروں کے سہتاؤں کو ترتیب دینے کا فرض ویدویاس نے انجام دیا ہے۔ سام وید اور یجروید سہتا کو یگیہ کے فریضہ کی ادائیگی کے پیش نظر مرتب کیا گیا ہے۔ رگ وید اور اتھروید کی تدوین واضح طور پر یگیہ کے لئے نہیں تھی۔

براہمن، اس لفظ کے معنی ہیں تفصیل یا یگیہ، براہمن گویا منتروں یا سہتاؤں کی توضیح وتشریح ہے۔ سوامی دیانند براہمن کو ویدوں سے الگ مانتے ہیں۔ براہمنوں میں بہت رشیوں اور راجاؤں کی سوانح حیات بھی درج ہیں۔

براہمن اور اس کے حصے

براہمن کے بھی تین حصے ہیں (۱) براہمن (۲) آرنیک (۳) اپنشد ویدوں کی کئی شاکھائیں یا نسخے پائے جاتے ہیں جن میں ترتیب کے علاوہ الفاظ کے لحاظ سے بھی اختلاف پایا جاتا ہے، پتن جلی نے رگ وید کی ۲۱ شاکھاؤں کا اور یجروید کی ۱۰۱ شاکھاؤں، سام وید کی ایک ہزار اور اتھروید کی ۹ شاکھاؤں کا ذکر کیا ہے۔

شاستر

شاستر حقیقت میں بھارت کے عام درشن گرنتھ (کتب فلسفہ) ہیں۔ ان کی دو

قسمیں ہیں:

(۱) آستک

(۲) ناستک

ناستک درشن کے موکدین میں جین، بودھ مت اور چارواک آتے ہیں جو نہ ویدوں کو عیوب ونقائص سے پاک مانتے ہیں اور نہ ان کو لائق استناد ٹھہراتے ہیں۔

سانکھیہ، یوگ، ویدانت، میمانسا، نیائے اور ویشیشانک، یہ آستک کے چھ گرنتھ ہیں۔ سانکھیہ کپل کی تصنیف مانی جاتی ہے جس کا وجود ثابت نہیں۔ یہ خدا کے وجود کا منکر ہے اور صرف عقل کے ذریعہ سے نجات کو ممکن مانتا ہے۔ اس مکتبہ فکر کی تمام قدیم کتب گم ہو چکی ہیں۔ (داس گپتا ص ۹۸)

اس اجمال کی بحث کے بعد شاستروں کی خصوصیات کا الگ الگ ذکر کیا جاتا ہے:

۱۔ سانکھیہ درشن

یہ درشن عقل وعمل پر مبنی ہے۔ یہ درشن خدا کو حسی مشاہدہ سے بالاتر مانتا ہے، گوتم بدھ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ اسی کے پیرو تھے۔

۲۔ یوگ درشن

دوسرا درشن ہے جو پتن جلی منی کی تخلیق ہے۔ سانکھیہ درشن سے اس کا اختلاف اصلاً خدا کے معاملے میں ہے۔ ایک بات اس درشن کی یہ ہے کہ اس میں خدا کی ہستی کو آتما، تمام ارواح اور کائنات سب سے بالکل الگ مستقل بالذات تسلیم کیا گیا ہے۔ اس کے خالص دھیان سے موکش یا مکتی حاصل ہو سکتی ہے۔

اس درشن میں ایسی تدبیریں بتائی گئی ہیں جن سے دھیان لگ ہو سکتا ہے۔ پرانایام پر زور دیا گیا ہے جس کی وجہ سے ایسی سدھیاں حاصل ہو سکتی ہیں کہ آدمی ہوا میں اڑ سکتا ہے، یا پانی پر بے تکلف چل سکتا ہے اور لوگوں کے دلوں کی بات بھی معلوم کر سکتا ہے لیکن

اس طرح کی سدھیوں (کمالات) کو بنیادی اہمیت حاصل نہیں۔

۳۔ میمانسا

کیمانسا جیمنی کی تصنیف ہے اس میں یگیہ اور قربانی سے متعلق احکام پائے جاتے ہیں، انسان کو اس کے اپنے ارادے میں آزاد ٹھہرایا گیا ہے اس حد تک کہ وہ خدا کا اقرار کرے یا انکار۔ (داس گپتا ص ا، ج ۳۔ ص ۴۰۳)

۴۔ ویدانت

ویدانت کو اتر میمانسا بھی کہتے ہیں۔ اس کے مصنف بادرائین ویاس منی ہیں۔ یہ ویدا پنشدوں کی تعلیمات کا حاصل ہے۔ اس میں برہم کی ہستی پر غور وخوض کیا گیا ہے۔ اسی لئے اسے برہم میمانسا بھی کہتے ہیں۔

جیمنی کی میمانسا اور یہ دونوں ایک دوسرے کی ہمسر سمجھی گئی ہیں لیکن ان کے درمیان بکثرت اختلافات پائے جاتے ہیں۔

جیمنی کی میمانسا میں ایشور بھگتی کی ضرورت تسلیم نہیں کی گئی ہے جب کہ ویدانت میں سب کچھ ایشور ہی ہے۔

ویدانت میں خاص طور سے پرماتما اور جیوآتما، ان کے باہمی تعلق، پرماتما کو پانے کے ذرائع، موکش کی حالت وغیرہ مختلف موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ ویدانت کی اسی اہمیت کے پیش نظر مختلف آچاریوں نے اس کی شرحیں لکھی ہیں اس کے شارحین میں یہ خاص ہیں: شنکر آچاریہ، رامانج آچاریہ اور ولبھاچاریہ۔

شنکر آچاریہ کے نزدیک کرم (عمل) اور بھگتی سے ذہن شدھ پاک (ہوتا) ہے لیکن اس سنسار سے مکتی پانے کا سادھن (ذریعہ) گیان (معرفت) ہی ہے۔ ان کے نزدیک برہم ستیہ (حق) ہے، جگت (دنیا) متھیا (جھوٹ، فریب محض) ہے، جیو تو اصل میں برہم ہی ہے۔ اس طرح کا انوبھو (اندرونی تجربہ) ہی گیان ہے۔ اس گیان ہی کے

لئے سنیاس ضروری ہے۔ اگرچہ گرستھ آشرم (خانہ داری) بھی کچھ غیر ضروری نہیں ہے۔

رامانج آچاریہ کے نزدیک برہم نرگن (صفات سے عاری) نہیں، بلکہ وہ بھی اچھے اوصاف سے متصف ہے۔ کائنات کی بے جان اور ذی روح وذی شعور موجودات اس کے جسم کے اعضاء ہیں۔

یہ جسم ہی پرماتما کے وصف کا حامل ہے۔ اس جسم سے متصف پرماتما کے سوا اور کوئی شے نہیں اسی لئے اس نظریہ کو وششٹا دویت کہتے ہیں۔ رامانج کے نزدیک عمل اور آتم گیان (خود شناسی) مل کر بھگتی پیدا کرتے ہیں اور بھگتی ہی پرماتما تک پہنچنے کا ذریعہ ہے اور بھگتی ہی اصل گیان ہے۔

ولبھاچاریہ کے نزدیک جیسے آگ سے چنگاریاں نکلتی ہیں یا مکڑیاں اپنے ہی میں سے جالا نکالتی ہیں اسی طرح برہم میں سے یہ روح اور جمادات نکلتے ہیں۔ یہ روح اور جمادات شدھ برہم (عین برہم) ہی ہیں۔ اور شدھ برہم کے سوا اور کوئی چیز موجود نہیں ہے، اسی لئے اس نظریہ کو شدھا دویت کہتے ہیں۔

ولبھاچاریہ کے نزدیک ویراگ اور بھگتی ذرائع ہیں۔ پرماتما کو پانے کے لئے آخر میں بھگتی ہی کی ضرورت پیش آتی ہے۔

بھگتی کی کئی قسمیں ہیں جن میں پریم لکچھنا بھگتی ہی سب افضل ہے۔ شاستر کے اصولوں کی پیروی کر کے ایشور کا بھجن کرنا ہے۔ اور پربھو (خدا) کے سہارے رہنا اور اپنے آپ کو اس کی سپردگی میں دے دینا ہی جس سے بھگتی کی تصدیق ہوتی ہے یہی تصدیق مارگ ہے۔

یہاں ایک اور شخصیت کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ یہ شخصیت مدھواچاریہ کی ہے۔ مدھواچاریہ ادویت واد (وحدت الوجود) کے قائل نہ تھے۔ وہ ایشور جیو اور جڑ (خدا، روح اور بے جان اشیاء) کا الگ الگ وجود تسلیم کرتے تھے۔ اس ادویت واد

کے مکتبہ فکر کے علماء میں سے تیرتھ اور ویاس تیرتھ وغیرہ بھی شامل ہیں۔

مدھو کے نظریہ کے لحاظ سے کائنات کی اشیاء کی موجودگی ایشور کے انوگرہ (فضل ورحمت) کے سبب ہی ہے۔ جس طرح عکس کا وجود علم اور اوصاف کا انحصار منعکس شے پر ہوتا ہے اسی طرح جیو اور جگت (روح اور کائنات) کے وجود وغیرہ کا انحصار برہم پر ہے۔ مدھو آچاریہ کے نقطۂ نظر سے ایشور محض کارن ہے اپادان نہیں۔ یعنی جگت کا وجود اپنے مقصد کے لحاظ سے ایشور (خدا) سے تعلق رکھتا ہے لیکن وہ مادہ خود ایشور کی ذات ہرگز نہیں ہے جس سے عالم وجود میں آیا ہو۔

۵۔ ویشیشک شاستر

یہ شاستر کنادمنی کی تصنیف ہے۔ اس درشن (فلسفہ) کے لحاظ سے دروبیہ (شے) وصف، عمل وغیرہ چھ پدارتھ (Substance) یا عناصر ہیں۔ مثلاً درخت، اس کا رنگ، اس کے ہلنے کا عمل وغیرہ۔

دروبیہ کی نوقسمیں ہیں: زمین، آپ، تیج (چمک)، وایو، آکاش، زمانہ، سمت، آتما اور من۔ یہ کائنات خدا کی تخلیق ہے۔ اس درشن کی رو سے خدا نے اپنی ذات ہی میں سے انہیں نکالا بلکہ باہری یا ہر رہ کر باہر کے پدارتھوں (مادوں) سے اس کی تخلیق کی ہے۔ جیو اور ایشور دونوں ہی آتما ہیں لیکن دونوں ایک نہیں ہیں۔ ایشور جیووں سے علٰحدہ ہے۔ اس درشن کا خاص مقصد چیزوں کا وصف یا دھرم یعنی وِشیش گُن (وصف خاص) متعین کرنا ہے، اسی لحاظ سے اس کا نام ویشیشک پڑا ہے۔

۶۔ نیائے درشن

نیائے درشن گوتم رشی کی تصنیف ہے۔ اس میں حقیقت کے وقوف کے ذرائع یعنی دلائل پر بحث کی گئی ہے۔ جس کے ذریعہ اندازہ صحیح ہوسکتا ہے اور اس میں غلطیاں گرفت میں

آسکتی ہیں؟ وغیرہ مسائل پر اس میں مفصل گفتگو کی گئی ہے۔ حقیقت میں یہ ایک منطق کی کتاب ہے۔

داس گپتا کے خیال میں درشن کی ان تمام شاخوں میں جس چیز کو زندگی کا اصول قرار دیا گیا ہے وہ ہے سب چیزوں میں برائی دیکھنا۔ خوشی بھی فی الواقع خوشی نہیں بلکہ دکھ ہی کی ایک علامت ہے۔ حقیقی خوشی خواہشات کے ترک میں ہے۔ (داس گپتا ص ۷۱)

ان درشنوں یا فلسفوں میں کارآمد باتیں بھی ملتی ہیں لیکن ان کے مختصر تعارف ہی سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ان کو حرف آخر کسی طرح قرار نہیں دیا جاسکتا۔ یہ درشن باہم ایک دوسرے کے خلاف نظریات وافکار رکھتے ہیں۔ ان سے آدمی کچھ نہ کچھ فائدہ تو اٹھا سکتا ہے لیکن رہنمائی کے لئے ان پر پورا بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔

پُران

پُران بھی ہندوؤں کے مشہور ومعروف گرنتھ ہیں۔ برہما نند پُران کے مطابق تو ابتدا میں پُران بھی وید کی طرح ایک ہی تھا جس کو ویدوں کے بعد ویاس جی نے مرتب کیا تھا۔ اس پُران سے ویاس کے شاگردوں نے چار پُران بنا لئے۔ اس کے بعد ان کی تعداد اٹھارہ اور پھر ۳۶، اور ۳۶ سے بڑھ کر ان کی تعداد ۴۵ اور پھر ۶۰ تک جا پہنچی۔ ابتدا میں ان کے کل اشلوکوں کی تعداد ۴۰۰ ہی تھی لیکن اب دس لاکھ سے بھی زیادہ ہے۔

پرانوں میں تاریخ اور مہاپرشوں کی سوانح حیات ہیں۔ گہرے اور عمیق مسائل کو علاماتی حکایات کی شکل میں پیش کیا گیا ہے جیسا کہ بعض علماء کا خیال ہے۔ لیکن ان میں خود غرض قسم کے لوگوں نے بہت کچھ اپنی طرف سے جوڑ دیا ہے اور غیر مستند اور بے اصل باتیں ان میں شامل کر دی ہیں۔ (دیکھئے ہندو دھرم پرویشکا ص ۲۱)

ہندو دھرم پرویشکا کے مصنف کا مشورہ ہے کہ ذہین اشخاص کو چاہئے کہ ہنس کی طرح سے پانی سے دودھ کو الگ کرلیں اور صرف وہی بات ان میں سے لیں جو اچھی اور

کام کی ہوں۔

ہندوازم کے مصنف کا بیان ہے کہ۔

”پُران اپنی موجودہ شکل میں باہم ایک دوسرے کے مخالف ہیں (ص ۱۱۷) یہاں تک کہ کسی پران کے دو نسخے بھی باہم یکساں نہیں ہیں (ص ۱۲۳)۔

(ہسٹری آف سویلائزیشن ان انشینٹ انڈیا۔ حصہ دوم ص ۱۹۷)

ان حقائق کی موجودگی میں بھی پرانوں کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے لیکن وہ کسی دھرم اور مذہب کے لئے مستند و مستحکم بنیاد فراہم نہیں کر سکتے۔

اسمرتی

اسمرتی میں وہ قوانین مرتب کیے گئے ہیں جو ہندو دھرم کے لحاظ سے سوسائٹی کے استحکام کے لئے ضروری تھے۔ اسمرتی کے مشہور مصنف تین ہیں: منو، یاگیہ ولکیا اور پراشر۔ اس کے علاوہ نارد اسمرتی، بودھائن اسمرتی وغیرہ بھی ملتی ہیں۔ جو منو اسمرتی سے کچھ بہت مختلف معلوم نہیں ہوتیں۔ کل اسمرتیاں ۱۸ بتائی جاتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان میں درج قوانین اور اصول ویدک تعلیمات کے عین مطابق ہیں اور ویدوں اور ان کے مابین وہی رشتہ ہے جو جسم انسانی اور انسانی روح کے مابین پایا جاتا ہے۔ (ہندو دھرم مرتبہ شیو تھرولے ص ۹۳)

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسمرتی روپی ہندو دھرم شاستر کی تدوین رشیوں اور منیوں نے ویدوں پر گہرے سوچ اور فکر کے بعد کی تھی۔

منو اسمرتی ادھیائے ۹ میں ہے: ”نرینہ اولاد کے نہ ہونے پر بھی بیٹی وارث نہیں بلکہ متبنیٰ جو غیر کا بیٹا ہوتا ہے وہ وارث ہوتا ہے۔“

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ بیٹی کو سنسکرت میں دوہترا کہتے ہیں جس کے معنی سوامی دیانند کے نزدیک ”دور کردی گئی“ ہوتے ہیں۔ یعنی اسے دور دیش میں بیاہ دینا چاہئے یا دفع کردینا چاہئے تاکہ وہ والدین کو بار بار تنگ نہ کرے۔ (ستیارتھ پرکاش ص ۱۰۴)

”جو برہمن کسی شودر کو اپنے دھرم کی بات بتائے گا یا جو برہمن اپنے دھرم کے فرائض کسی شودر کو سکھائے گا وہ اسی شودر کے ساتھ نرک (جہنم) میں ڈالا جائے گا۔“

(منوسمرتی ۲۲/۴)

”اگر کسی شودر کا ہاتھ برہمن کے کھانے پر لگ جائے تو وہ کھانا برہمن کو ہرگز نہ کھانا چاہئے۔“ (ایضاً ۲۲/۵)

خدا کی ہدایات سے بے نیاز ہو کر انسانی ذہن اگر وضع قوانین کی ذمہ داری اپنے اوپر لیتا ہے تو اس کا یہی حشر ہونا چاہئے۔

رامائن اور مہابھارت

رامائن اور مہابھارت کے نام سے ہر خاص و عام واقف ہیں۔ ان کو مذہبی تقدس بھی حاصل ہے۔ اٹھارہویں صدی کے آخر تک تقریباً بیس مختلف نسخے رامائن کے صرف بنارس کے ایک کتب خانے میں موجود تھے جن میں ہر ایک رامائن میں متعلقہ واقعہ کے بارے میں بہت کچھ فرق پایا جاتا تھا۔ ویاس کالیداس، اور بھمن چندر وغیرہ کے مقابلے میں والمیکی رامائن کو زیادہ شہرت حاصل ہوئی لیکن اس کے بارے میں گو بندو اس کی تحقیق یہ ہے:

”اس میں پہلا اور ساتواں باب بعد میں بڑھایا گیا ہے۔ باقی اصل کتاب کی بھی حالت یہ ہے کہ اس میں بکثرت تبدیلیاں ہو چکی ہیں، اگرچہ اتنی نہیں جتنی مہابھارت میں ہوئی ہیں — یہ بھی یاد رہے کہ یہ صرف شاعری ہے، تاریخ نہیں۔“ (ہندوازم ص ۱۳۱-۱۳۲)

مہابھارت ایک پہلو سے ہندو دھرم کی انسائیکلوپیڈیا ہے۔ اس میں جگہ جگہ طویل واقعات، حکایت، نصائح اور مکالمات پائے جاتے ہیں۔ اس میں کرشن جی کو مرکزی شخصیت کی حیثیت حاصل ہے۔

دوسرے درجے پر پانچوں پانڈو برادر ہیں جن کے سردار یدھشٹر ہیں۔ بھیشم کی زندگی ہندو دھرم میں ایک سند ہے۔ مہابھارت کے شانتی پرب میں ان کے لمبے اپدیش

(نصیحت) مشہور ہیں۔

رامائن اور مہابھارت کے بارے میں پنڈت جواہر لال نہرو لکھتے ہیں:

"یہ کتابیں سیکڑوں سال کی مدت میں جا کر پیش ہوئی ہیں اور اس کے بعد بھی ان میں اضافہ ہوتا رہا" (دی ڈسکوری آف انڈیا)

بھگوت گیتا

گیتا مہابھارت ہی میں شامل ہے۔ واس گیتا کی تحقیق ہے کہ گیتا میں بہت کچھ اپنشدوں سے ماخوذ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ گیتا میں اپنشدوں کا رس نکال کر رکھا گیا ہے۔ وہ ایک طرح سے یوگ اور بھگتی کی کتاب ہے۔ زندگی کے لئے جامع ہدایت نامہ ہونے کی حیثیت اسے حاصل نہیں ہے گیتا کے شلوکوں میں اتنی لچک ہے کہ اس کی شرح مختلف لوگوں نے اپنے نظریہ کے لحاظ سے کی ہے۔

اشٹاوکر کی گیتا

اشٹاوکر کی گیتا۔ جس طرح بھگوت گیتا میں ارجن اور کرشن کا مکالمہ ہے اسی طرح اس گیتا میں راجہ جنک اور اشٹاوکر کے مکالمے ہیں۔ جنک اپنے شکوک وشبہات اشٹاوکر کے سامنے رکھتے ہیں وہ ان کا سمادھان کرتے ہیں یہ گیتا زیادہ سائنٹفک ہے۔ اس میں توڑ جوڑ کی گنجائش بہت کم ہے اس لئے اس میں من مانی کرنے کا موقع نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی طرف بہت کم لوگ متوجہ ہو سکے۔ زندگی کا جامع ہدایت نامہ اسے بھی نہیں کہا جا سکتا یہ بھی ایک یوگ کی کتاب ہے۔

برھم سوتر یا ویدانت سوتر

برھم سوتروں میں اپنشدوں کی تعلیم کو سوتروں (مختصر فقروں) کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ ان کے مؤلف یا مصنف بادرائنہ آچاریہ ہیں۔ ان میں برہم یا ذات مطلق کی

ہستی اور جگت اور جیو (کائنات اور ارواح) سے اس کے تعلق اور رشتہ کی وضاحت کی گئی ہے، اسی لئے ان کو برھم سوتر کہا جاتا ہے۔ اور انہیں کو ویدانت سوتر بھی کہتے ہیں۔

یہ ساری تفصیلات بتاتی ہیں کہ ہندو دھرم میں کوئی بھی گرنتھ ایسا نہیں ہے جس کے بارے میں یقین کے ساتھ ہم کہہ سکیں کہ وہ اپنی اصل شکل میں باقی اور کامل طور پر محفوظ ہے۔ خود رام چرت مانس جو تلسی داس کی تصنیف کی ہوئی رامائن ہے اس میں الحاقی جابجا دکھائی دیتا ہے اور آٹھواں کانڈ تو پورا کا پورا الحاقی ہے جو اس غرض سے تصنیف کر کے اس میں شامل کیا گیا ہے تاکہ رامائن کے آٹھ کانڈ ہو جائیں جو اس کے مہا کاویہ (Epic) قرار دینے کے لئے ضروری سمجھا گیا کیونکہ کاویہ شاستر کی رو سے کسی کاویہ (شاعری) کے مہا کاویہ ہونے کے لئے دیگر شرائط کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے آٹھ کانڈ ہوں۔

خلاصہ بحث

جب ہندو دھرم گرنتھوں کی یہ حالت ہے تو پھر ان پر بھروسہ کر کے کوئی کس طرح اطمینان کے ساتھ حق کی پیروی کر سکتا ہے؟ یہ کوئی ہندو دھرم ہی کی بات نہیں، دنیا میں اسلام کے علاوہ کوئی بھی مذہب ایسا نہیں ہے جس کی اصل کتابیں اپنی اصل شکل میں محفوظ رہ سکی ہوں۔

عملی زندگی میں ہندو مذہب کی جو مختلف شکلیں پائی جاتی ہیں ان میں تطبیق ممکن نہیں۔ برھما جیسے کسی دور میں سب سے بزرگ روح اور ہمیشہ قائم رہنے والا خدا قرار دیا گیا تھا، ایسا قادر مطلق خدا جو ساری کائنات پر حکمراں ہو۔ وہ ایک کمتر درجے کا خدا قرار دے لیا گیا۔ جو احکام خواہ جاری کر دیتا ہو لیکن حکومت نہیں کر رہا ہے۔ تثلیث کا نظریہ پوری طرح ہندو سماج پر چھا گیا ہے۔ جن میں ایک ہستی اگر خالق ہے تو دوسری سلامت رکھنے والی اور تیسری تباہ کرنے والی ہے۔

پھر کتنے ویشنو یعنی وشنو کے پجاری ایسے ہیں جو شیو کا نام بھی اپنی زبان پر لاتا

نہیں چاہئے۔ اسی طرح بہت سے شیو یعنی شیو کے پرستار ایسے ہیں جو وشنو کی برائی بیان کرتے ہیں۔ علاوہ اس میں شیو اور وشنو میں بڑے جھگڑے بھی ہو چکے ہیں۔ خود مذہبی کتابوں میں شیو اور وشنو کی مذمت میں بہت سے اشلوک بھی پائے جاتے ہیں۔

(ہندو دھرم پر ایک نظر ص ۴۲)

پھر ہندو دھرم گرنتھوں میں ان تینوں خداوں کے ایسے کردار پیش کئے گئے ہیں جو دیوتا تو کیا ایک شریف آدمی کے کردار بھی نہیں ہو سکتے۔

مہابھارت بن پرب میں ہے کہ اتری منی کی بیوی بہت نیک تھی۔ یہ تینوں (برمھا، وشنو اور مہادیو) اس کی عصمت دری کے ارادے سے اس کے دروازے پر بھکاری بن کر گئے۔ پدم پران میں ہے کہ برمھا متکبر اور مہادیو (شیو) کا ماتر یعنی شہوت پرست ہے۔ ایک وشنو ہی پاک ہے اور پھر اسی کتاب میں یہ بھی موجود ہے کہ وشنو نے جالندھر کی بیوی کے ساتھ زنا کیا۔

رام چندر جی کو وشنو کا اوتار مانا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ رام کا روپ دھارن کر کے ساتویں مرتبہ دنیا میں آئے اور رامائن کے ہیرو بنے اور آٹھویں بار کرشن کی شکل میں ظاہر ہوئے جس کی کہانی مہابھارت میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

برمھا، وشنو اور شیو کے ساتھ ان کی بیویاں بھی مہیا کی گئی ہیں۔ سرسوتی جو دانائی اور گفتار کی دیوی ہے برمھا کی بیوی قرار پائی لکشمی جو حسن کی دیوی ہے وشنو کی بیوی بنی۔ پاروتی جو ہمالیہ کی بلندیوں کی دیویوں میں سے ایک دیوی کی بیٹی ہے شیو کو ملی۔

شکتی پوجا کو بھی رائج کیا گیا ہے۔ شکتی کے اکثر فرقوں کی کتابیں تنتر کہلاتی ہیں۔ یہ پراسرار باتوں اور نفسیاتی معلومات سے بھری ہیں۔ تنتروں کی اصل تعداد ۶۴ ہے لیکن اب تنتر لٹریچر میں کافی اضافہ ہو چکا ہے۔

ان میں شیو اور پاروتی کی گفتگوئیں بھی شامل کر لی گئی ہیں۔ تنتروں کے بارے

میں یہ کہا جاتا ہے کہ ان میں تخلیق کائنات اور فنا خداوں کی پرستش۔ مرادوں کے حصول اور خدائے برتر کی ہستی میں جا شامل ہونے کے طریقوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ شیو کے جسم کا نصف حصہ مرد کا اور باقی نصف عورت کا مانا گیا ہے۔ اس کے سینے کا بایاں حصہ عورتوں کی طرح پستان والا ہے۔ دائیں طرف آلۂ تناسل نمایاں ہے۔ شکتی فرقہ کے یہاں عضو مخصوص کی پرستش اور احترام ایک مسلمہ حقیقت ہے جیسا کہ سرجارج مکیم کی تحقیق سے پتہ چلتا ہے۔

ہندومت کے فرقے

ہندو دھرم کے تقریباً تمام فرقوں کی بنیاد ان تین بنیادی فرقوں پر ہے:

(۱) وشنو (वैष्णव) (۲) شیو (शिव) (۳) شاکت (शाक्त)

(۱) وشنو فرقہ

وشنو دیوتا کے کچھ اوتار اس طرح ہیں:

متسیہ، کچھپ، وراہ، نرسنگھ، پرشورام، رام، بلرام، بدھ اور ملکار جین اس فرقہ کو مضبوطی پہنچانے کا کام رامانج مدھواچاریہ، ولبھاچاریہ، بلدیو، ودیا بھوشن وغیرہ رشیوں نے کیا۔

(۲) شیو فرقہ

شیو کے مطابق شیو پر مانتا ہیں۔ شیو (शिव) کو ویدک دیوتا نہیں سمجھا جاتا۔ سندھو گھاٹی کے باشندے ایک دیوتا کی پوجا کرتے تھے۔ جس کی علامتیں شیو سے ملتی جلتی تھیں، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس کا نام "رودر" (रुद्र) تھا جس کو بعد میں شیو مانا جانے لگا۔

شیو کے سو کے قریب نام ہیں جو ان کے مختلف صفات اور احوال و کوائف کی بنا پر رکھے گئے ہیں ان میں سے کچھ نام یہ ہیں۔

۳۔شاکت (शाक्त) فرقہ

قدیم ہندوستان میں دیوی ماتا (देवी माता) کی پوجا کا ذکر آتا ہے۔ بعد میں اُسے شیو کی بیوی سمجھا جانے لگا جو طاقت کی دیوی مانی جاتی تھی۔ اسے پھر اُوما درگا' بھوانی اور للتا کے نام سے پوجا جانے لگا۔ ایک وقت ایسا آیا کہ برہما کی طاقت کو سرسوتی کی شکل میں وشنو کی طاقت کو لچھمی کی شکل میں اور مہیش کی طاقت کو پاروتی کی شکل میں مانا جانے لگا۔ طاقت کے ان پجاریوں کو شاکت کہا گیا۔ ان کا گروہ 'شاکت فرقہ' کے نام سے مقبول ہوا۔

اس فرقہ میں دیوی کی پوجا مختلف شکلوں میں کی جاتی ہے۔ اسے 'جگوتی' مہا بھیروی' ماتنگی' دھوماوتی' کاتری' وندھیا اسنی' کالیکا وغیرہ درجنوں شکلوں میں پوجا جاتا ہے۔ لیکن ان کی پوجا میں یکسانیت نہیں پائی جاتی۔

مارکنڈے پُران میں کچھ کی کہانیاں ملتی ہیں۔ ایک کہانی درگا کے بارے میں ہے کہ اس نے مہی شاشر شمبھ نی شمبھ وغیرہ راکھشسوں کو قتل کر کے دنیا کی حفاظت کی۔

آریہ سماج

آریہ سماج ایک اصلاحی تحریک کی شکل میں وجود میں آیا تھا۔ اس کے بانی مول شنکر تھے جن کا نام بعد میں دیانند سرسوتی پڑا وہ ۱۲ فروری ۱۸۲۴ء میں گجرات کے 'کاٹھا واڑ' کے ٹنکارا گاؤں میں پیدا ہوئے۔ کہتے ہیں کہ حق کی تلاش میں متعدد مقامات پر وہ گئے اور "ورجانند" کو اپنا استاد بنایا۔ ورجانند اسلام سے متاثر تھے۔

انھوں نے شروع میں "اینی سنٹ" کی مدد سے اپنا کام آگے بڑھایا۔ بعد میں سنٹ کی تنظیم "تھیوسوفیکل سوسائٹی" سے اختلاف ہوجانے کے سبب انھوں نے اپنی الگ تنظیم 'بمبئی میں آریہ سماج" کے نام سے ۱۰ اپریل ۱۸۷۵ء میں بنیاد رکھی اور ۱۸۸۰ء

میں سوامی جی نے "پروپ کارڑی" سبھا بنائی۔

دیانند نے ویدوں کو مذہب کی اصل سند مانا اور ویدوں کی تشریح کی۔ لیکن ابتدائی بنیاد منواسمرتی کو مانا۔ انھوں نے کہا کہ وید کو شودر بھی پڑھ سکتا ہے۔ انھوں نے مورتی پوجا (بت پرستی) اوتار وغیرہ کی مخالفت کی، لیکن خدا کے تصور کو اپنے ڈھنگ سے پیش کیا کہ روح، مادہ اور خدا کے وجود سے دنیا کی تخلیق ہوئی یعنی خدا کا جو تصور اسلام میں ہے اس سے بالکل مختلف تصویر پیش کیا ہے۔

اسی طرح اللہ کو یہ رحمن نہیں تسلیم کرتے۔ کہتے ہیں کہ اگر اللہ کو رحمن مان لیں گے تو وہ عادل نہیں ہو سکتا۔ یہ لوگ ظاہری طور پر تو اسلام سے قریب معلوم ہوتے ہیں، لیکن حقیقت کے اعتبار بہت سے زیادہ دور اور مخالفت میں سب سے آگے نظر آتے ہیں، یہ لوگ چند معاشرتی اصلاحی کچھ کام کرتے ہیں۔ جیسے ذات، پات کے بندھنوں، بچپن کی شادی، جاہلیت، اچھوا چھوت اور نشہ آور چیزوں کے استعمال کی مخالفت کرتے ہیں، بیوہ کی شادی، عورتوں کی تعلیم پر عوام کو ابھارتے ہیں۔

دیانند نے ایک "(Purifieatio) تحریک چلائی۔ اس کے ذریعہ ہندو سے مسلمان یا عیسائی مذہب تبدیل کئے ہوئے لوگوں کو دوبارہ ہندو دھرم میں شامل کرنے کی کوشش کی۔ دیانند نے "ست یارتھ پرکاش" نام کی ایک کتاب لکھی۔ جو ان کے یہاں سب سے اہم اور بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں انہوں نے قرآن کی آیتوں کو نشانہ بنا کر خوب تنقید کی ہے۔

دیانند کو راجہ جودھ پور کی ایک عورت نے زہر دے کر ۱۶ را کتوبر ۱۹۳۳ء کو مار ڈالا۔

اس مسلک کے ماننے والے ڈی، اے، وی نام سے اسکول اور کالج چلا رہے ہیں۔ جس میں شاید ہی کوئی مسلمان ملازم ہو۔ جبکہ یہ سرکاری امداد سے چلتے ہیں۔

اس مسلک کے لوگ ''جن گیان'' نام کا ایک ماہنامہ نئی دلی سے میگزین نکالتے ہیں۔

ان کے دلی مرکز سے اسلام کے خلاف اس طرح کے فولڈر اور کتابچے بھی چھپتے رہتے ہیں۔ جیسے۔

(۱) کیا آپ سارا بھارت دار الاسلام بننے دیں گے؟ (۲) اسلامستان بنانے کی تیاریاں (۳) اسلام میں کیا ہے؟ (۴) اسلام ایک پریچے (تعارف) (۵) کیا بھارت کا ایک اور وبھاجن ہوگا۔

مختلف فرقوں کے نام

اس طرح ہندوؤں کے بہت سے فرقے ہیں جن کے الگ الگ عقائد اور معبود ہیں جن میں چند کے صرف ناموں کا ذکر کر کے اکتفاء کیا جاتا ہے (تفصیل کے لئے خاکسار کی دوسری کتاب ''ہندو دھرم فرقے، تنظیمیں اور اداروں کا تعارف'' کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے) جن کے اسماء اس طرح ہیں جیسے: وارکری مت، رام واسی فرقہ، دتاترے (दत्तात्रेय) فرقہ، لنگایت فرقہ، ولبھ فرقہ، ناتھ فرقہ، اوگھڑ یا ودھوت مت، ناگ پنتھی فرقہ، رادھاسوامی فرقہ، کبیر پنتھ، دادو پنتھ، سوامی نارائن فرقہ، آریہ سماج، برہمو سماج، پرارتھنا سماج، رام کرشن مشن، آنند مارگی فرقہ، پرجاپتا برہماکماری مت، بے گرو دیومت، نرنکاری مشن، گائیتری سماج۔

عبادات کا طریقہ

ہندو اپنے گھروں اور مندروں میں پوجا کرتے ہیں کئی خوش حال لوگ اپنے گھروں میں ایک کمرہ یا اس کے کسی حصہ کو پوجا گرہ کی شکل دے دیتے ہیں اس پوجا گرہ میں وہ اپنے مخصوص دیوی دیوتا کی مورتی یا تصویر رکھتے ہیں پوجا کے وقت دیوتا کے سامنے دیپ جلاتے ہیں اور اگربتی سے خوشبو پیدا کرتے ہیں۔

ہندوؤں کے یہاں پوجا ایک انفرادی فعل ہے، عیسائی گرجا گھروں میں اجتماعی عبادت کی طرح کا ہندوازم میں کوئی خاص تصور نہیں۔ لیکن ہندوؤں کی پوجا شاید ہی کبھی ذاتی نوعیت کی ہوتی ہو ان میں دیوتاؤں کے نام کی تکرار کے ساتھ ساتھ منتر اور مقدس دہرائے جاتے ہیں۔ خدا کے ہزاروں نام ہیں اس کا نام جپنا اور اس کے متعدد ناموں کو گانا ہندوؤں کی پوجا کا ایک خاص حصہ ہے۔

مندر اور پوجا

ہندوستان اپنے مندروں کے سبب مشہور ہے گو کہ شہروں میں عظیم الشان مندر ہوتے ہیں لیکن ہر گاؤں کا اپنا ایک مندر ہوتا ہے بڑے بڑے شہروں میں خصوصیت مندروں کی ایک بھیڑ حاضری دیتی ہے۔ اس کے علاوہ لاتعداد چھوٹے چھوٹے مندروں میں بھی مقامی لوگ اپنے مخصوص دیوی دیوتاؤں کی پوجا کرتے ہیں۔

طرز اور فکر کے لحاظ سے ہر مندر ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے جہاں کسی مخصوص دیوتا کی پوجا ہوتی ہے مندر کا پجاری دیوتا کی مورتی کو نہلاتا، کپڑے پہناتا اور کھانا کھلاتا ہے، معتقدین دیوتا کو کھانے چڑھاتے ہیں اور پھر اسی کھانے کو (پرساد) لوگوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

ہندو مندروں میں بھیڑ ہوتی ہے اور معتقدین یکے بعد دیگرے پوجا کرتے ہیں اور چڑھاوا چڑھاتے ہیں۔ کبھی کبھی وہ دیوی دیوتاؤں کی مورتیوں کی پریکرما بھی کرتے ہیں۔

اہم تیوہار

ہندو بہت سے تیوہار مناتے ہیں، کچھ مقامی تیوہار ہوتے ہیں جیسے دیوالی (روشنی کا تیوہار) جسے راکشش راون پر رام کی فتح کے جشن کے طور پر مناتے ہیں، اور کچھ علاقائی اور مقامی تیوہار ہوتے ہیں، کچھ موسمی تیوہار بھی ہوتے ہیں جیسے کیرلا میں اونم اور تامل ناڈو میں پونگل تیوہار فصل کٹنے پر منائے جاتے ہیں۔ کئی تیوہار دیوی دیوتاؤں کی نصرت اور

برائی کے خاتمہ کی یاد میں منائے جاتے ہیں جیسے بنگال کا قومی تیوہار درگا پوجا جسے دیوی ماں درگا کے ذریعہ شر پر خیر کی فتح کی یاد میں مناتے ہیں اسی طرح دسہرہ تیوہار کو راون پر رام کی فتح کی یادگار میں مناتے ہیں، ان تیوہاروں میں ناچ گانے اور ڈرامے کے پروگرام ہوتے ہیں، ان میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) وجیا دشمی (विजयादशमी) (۲) مہا شیو راتری (۳) بسنت پنچمی (۴) دشاوتار (दशावतार) (۵) کرشن جنم اشٹمی (۶) رام نومی (۷) کرواچوتھ (۸) رکشا بندھن (۹) دیوالی (۱۰) ہولی (۱۱) نوراتر یا درگا پوجا (۱۲) دسہرا

ہندو مذہب میں ورت

لغت میں ورت کے معنی ہیں 'عہد کرنا' یا مذہبی کام پاکیزہ کام۔ ورت کا معنی میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے۔ ڈاکٹر پی وی کانے کہتے ہیں کہ "رگ وید" میں جو ورت لفظ آیا ہے اس کا مفہوم و رتن کرنے یعنی چننے کے ہیں۔ جو "ور" مادہ سے بنا ہے۔

(دھرم شاستر کا اتہاس جلد ۴ صفحہ ۵ تا ۲)

بہر حال ورت وہ مذہبی اعمال ہیں جن کا حکم مذہبی کتب میں دیا گیا ہے۔ اسے عموماً خواہش کے مطابق کوئی چیز پانے یا حاصل کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔

ورت تیوہار اور پرب کے معنی ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں، پھر بھی ان میں تھوڑا سا فرق ہے۔ کہتے ہیں کہ ورت جب عوامی شکل میں آجاتا ہے تو تیوہار کہلاتا ہے اور پھر وہ پرب بن جاتا ہے۔ ورت میں کم، تیوہار میں اس سے کچھ زیادہ اور پرب میں اور زیادہ لوگ شریک ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے تیوہار اور پرب، ورت کے بڑے بھائی کہے جاتے ہیں۔

ہندو مہینے

ہندوؤں کے یہاں مہینوں کو خاص اہمیت حاصل ہے جن میں ہر ماہ کوئی نہ کوئی تیوہار یا رسم ہوتی رہتی ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

ان کے یہاں کا چیتر (چیت) ماہ کی پہلی تاریخ سے شروع ہوتا ہے۔ سال میں ۱۲ ماہ ہوتے ہیں، جن کے نام ہیں۔ (۱) چیت (۲) بیساکھ (۳) جیشٹھ (۴) آساڑھ (۵) شراون (ساون) (۶) بھادرپد (بھادو) (۷) آشیوں (۸) کارتک (کاتک)، (۹) ماگھ شیرش (اگہن) (۱۰) پوش (۱۱) ماگھ اور (۱۲) پھالگن۔ ہر ماہ میں دو پکھواڑے شکل اور کرشن ہوتے ہیں۔ سال میں ۳۶۰ دن ہوتے ہیں اور روزانہ کم از کم ۳۰ ورت، تیوہار پرب اور دوسرے رسوم ہوتے ہیں۔ سال میں تقریباً تین ہزار کی تعداد میں ان کا اہتمام ہوتا ہے۔ یہاں پر کچھ خاص کو ہی پیش کیا جا رہا ہے۔

پانچ مہاورت

(۱) سانوتسر (सावत्सर) (۲) رام نومی (۳) کرشن جنم اشٹمی (۴) مہا شیو راتری (۵) دشاوتار۔

سانوتسر

علم نجوم کے مطابق یہ پانچ قسموں کا ہوتا ہے یعنی اس کی اہمیت پانچ طرح سے ہے۔

(۱) سَوْر	یعنی پیدائش سے متعلق کام اور ورت
(۲) سائن	یعنی یگ وغیرہ۔
(۳) بارہسپتیہ	یعنی گوداوری اور دوارکا وغیرہ کا سفر
(۴) چاندر	یعنی تمام کام (ہر عمل)
(۵) ناکھتر	یعنی عمر وغیرہ کا فیصلہ

یہ سال کے پہلے دن ہوتا ہے جو شکل پکچھ سے شروع ہوتا ہے۔ "پدم پران" کے مطابق اسی دن برہما نے یہ زمین بنائی۔ اس وجہ سے اس دن برہما کی پوجا ہوتی ہے۔ وشنو پران میں کہا گیا ہے کہ یہ پنچ سورت ورت ہے۔ اس دن سے لے کر پانچ دن تک آگنی (آگ) سوریہ (سورج) سوم، پرجاپتی (برہما) اور مہیشور (شیو) کی پوجا انہیں بالترتیب

نیلے، سفید، لال، پیلا اور کالے پھولوں سے ایک منڈل میں قائم کر کے کی جاتی ہے۔ تل، چاول، جو، گھی، سفید سرسوں سے سلسلہ وار کرنا ہوتا ہے (بیماوری ورت ۹۰۔۳۳ تا ۴۲۰۔۴) یعنی اگنی کا تل سے۔ سوریہ کا چاول سے۔ سوم کا جو سے پرجاپتی کا گھی سے اور وِشنو کا سفید سرسوں سے ہون کرنا چاہئے۔ اس موقع پر سورن دان (سونا دان کرنے) کی کافی فضیلت ہے۔ برہما کی سونے کی مورتی بنا کر دان کرنے کی بات کہی گئی ہے۔ براہمنوں کو کھانا بھی کھلایا جاتا ہے اس دن سے دیوی مندروں میں نو دن تک پوجا پاٹھ ہوتی ہے۔ وِشنو مندروں میں رامائن پاٹھ ہوتے ہیں۔ جنوبی ہند کے مندروں میں دیو داسیوں کے ثقافتی پروگرام بھی ہوتے ہیں۔

تیرتھ یاترائیں

ہندوستان میں ہزاروں تیرتھ استھان ہیں، ان میں بیشتر کا تعلق دیوی دیوتاؤں کے کارناموں سے ہے، یا ان لوگوں سے ہے جن کا ذکر ہندوستانی خرافات میں ہوا ہے۔ شمالی ہندوستان میں ورنداون کو کرشن کی جائے پیدائش کے سبب تقدیس حاصل ہے، کچھ تیرتھ استھانوں کو ان کے مندروں کے سبب شہرت حاصل ہے جیسے جنوبی ہندوستان میں مدورائی اور رامیشورم۔ کچھ تیرتھ استھان کسی مقدس دریا مثلاً گنگا یا کسی مقدس پہاڑی مثلاً تروپتی اور سابری ملائی سے متعلق اہمیت حاصل ہے مثلاً بنارس کا شمار ہندوستان کے مقدس ترین مقامات میں ہوتا ہے۔

لوگ زندگی میں کبھی بھی اور کسی وقت بھی تیرتھ استھان کی یاترا کر سکتے ہیں لیکن عام طور پر ایک متعین موسم میں یا متعین وقت میں لوگ تیرتھ یاترا کرتے ہیں، اس کا سبب موسم ہوتا ہے یا یہ تصور کہ کسی خاص موقع یا تیوہار پر یاترا کرنے کا زیادہ اجر ملتا ہے۔

فرد، خاندان اور لوگوں کے بڑے گروہ، امیر و غریب، خواندہ اور ناخواندہ، زندگی کے ہر شعبہ استھانوں کو جاتے ہیں، کبھی کبھی تو اپنا کپڑا اور کھانا لاد کر پیدل ہی طویل مسافت

طے کرتے ہیں، کئی تیرتھ استھانوں پر یاتری صرف دیوی دیوتاؤں کے درشن کرتے اور چڑھاوا چڑھاتے ہیں لیکن دوسری جگہوں پر سخت مذہبی رسوم ادا کرنا ضروری ہوتا ہے مثلاً تروپتی کی یاترا کرنے والوں کو مندر کے احاطہ میں سر منڈانا ضروری ہوتا ہے۔

والسلام

دعاؤں کا طالب

محمد سرور فاروقی ندوی

دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

۲۰/۵/۲۰۲۲ء